60314 ـ لڑکیوں کا ختنہ کرنا، اور بعض ڈاکٹروں کا اسے تسلیم نہ کرنا

سوال

ہم نے بہت سے ڈاکٹر حضرات سے سنا ہے کہ وہ لڑکیوں کا ختنہ کرنا تسلیم نہیں کرتے، اور کہتے ہیں کہ ختنہ کرنا ان کے لیے جسمانی اور نفسی کمزوری کا باعث بنتا ہے، اور ختنہ کرنا ایك موروثی عادت ہے شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں، اس کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

ختنہ کرنا موروثي اور خاندانی عادت نہیں جیسا کہ بعض لوگوں دعوی کرتے ہیں، بلکہ یہ تو شریعت رباني ہے اور ختنہ کی مشروعیت پر علماء کرام متفق ہیں، ہمارے علم کے مطابق تو مسلمانوں میں سے کوئی عالم دین بھی ایسا نہیں جو ختنہ کو غیر مشروع قرار دیتا ہو.

ختنہ مشروع ہونے کی دلیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث کا ثبوت ہے جن میں سے چند ایك ذیل میں بیان کی جاتی ہیں:

1 ـ امام بخاری اور امام مسلم رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" پانچ اشیاء فطرتی ہیں: ختنہ کرانا، اور زیرناف بال مونڈنا، اور بغلوں کے بال اکھیڑنا، اور ناخن تراشنا، اور مونچھیں کاٹنا "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5889) صحیح مسلم حدیث نمبر (257).

یہ حدیث عورتوں اور مردوں کے ختنہ کو عام ہے.

2 ـ امام مسلم رحمہ اللہ نے عائشہ رضى اللہ تعالى عنہا سے بيان كيا ہے كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جب مرد عورت كى چار شاخوں كے مابين بيٹھ جائے اور ختنہ ختنے كے ساتھ لگ جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے "

صحيح مسلم حديث نمبر (349).

اس حديث ميں رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے دو ختنوں كا ذكر كيا ہے؛ يعنى ايك ختنہ بيوى كا اور ايك ختنہ خاوند كا؛ جو اس كى دليل ہے كہ عورت بھى اسى طرح ختنہ كروائےگى جس طرح مرد ختنہ كرواتا ہے.

3 ـ ابو داود رحمہ اللہ نے انصار قبيلہ كى ام عطيہ رضى اللہ تعالى عنہا سے بيان كيا ہے كہ مدينہ شريف ميں ايك عورت ختنہ كيا كرتى تھى تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اسے فرمايا:

" تم بالكل جڑ سے ہى نہ كاٹو، كيونكہ يہ عورت كے ليے زيادہ بہتر اور خاوند كو بہت محبوب ہے "

سنن ابو داود حديث نمبر (5271).

ليكن اس حديث كے متعلق علماء كرام كا اختلاف ہے بعض علماء اسے ضعيف قرار ديتے ہيں، اور بعض اسے صحيح مانتے ہيں، اور علامہ البانى رحمہ اللہ نے بھى صحيح سنن ابو داود ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

مندرجہ بالا احاديث كى بنا پر عورتوں كا ختنہ كرنا مشروع ہے، نہ كہ اس مختلف فيہ حديث كى بنا پر.

ليكن اس كے حكم كے متعلق علماء كرام سے تين قسم كے قول منقول ہيں:

پہلا قول:

مرد اور عورت دونوں كے ليے ختنہ كرانا واجب ہے، شافعى اور حنبلى حضرات كا مسلك يہى ہے، اور قاضى ابو بكر بن عربى مالكى نے بھى يہى قول اختيار كيا ہے.

امام نووى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

ہمارے نزديك مرد و عورت دونوں كے ليے ختنہ كرانا واجب ہے، اور بہت سے سلف كا بھى يہى قول ہے، خطابى رحمہ اللہ نے ايسے ہى بيان كيا ہے، اور ختنہ واجب كہنے والوں ميں امام احمد بھى شامل ہيں... اور مشہور اور صحيح مذہب جو امام شافعى نے بيان كيا اور جمہور علماء نے بھى اسے قطعى كہا ہے كہ مرد و عورت دونوں كے ليے واجب ہے " انتہى.

ديكھيں: المجموع للنووى (1 / 367).

مزيد تفصيل كے ليے ديكھيں: فتح البارى (10 / 340) اور كشاف القناع (1 / 80).

دوسرا قول:

مرد اور عورت دونوں كے ليے ختنہ كرانا سنت ہے، احناف، اور مالكيہ كا مسلك يہى ہے، اور امام احمد كى ايك روايت بھى يہى ہے.

ابن عابدين حنفى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اور السراج الوھاج كى كتاب الطہارۃ ميں لكھا ہے كہ:

يہ علم ميں رہے كہ ہمارے ہاں - يعنى احناف كے ہاں - مردوں اور عورتوں كے ليے ختنہ كرانا سنت ہے " انتہى.

ديكھيں: حاشيۃ ابن عابدين (6 / 751)، اور مواھب الجليل (3 / 259).

تيسرا قول:

مردوں كے ليے ختنہ كرانا واجب ہے، اور عورتوں كے ليے ختنہ كرانا مستحب اور ان كى عزت كا باعث ہے، يہ امام احمد كا تيسرا قول ہے، اور بعض مالكى حضرات مثلا سحنون كا بھى يہى قول ہے، اور موفق ابن قدامہ رحمہ اللہ نے المغنى ميں بھى اسے ہى اختيار كيا ہے.

ديكھيں: التمہيد (21 / 60) اور المغنى (1 / 63).

مستقل فتوى كميٹى كا فتوى ہے:

مرد اور عورت كے ليے ختنہ كرانا فطرتى سنت ميں سے ہے، ليكن مرد حضرات كے ليے ختنہ كرانا واجب ہے، اور عورتوں كے حق ميں ختنہ كرانا سنت اور باعث عزت ہے. اھـ

ديكھيں: فتاوى اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلميۃ والافتاء (5 / 113).

اس سے يہ واضح ہوا كہ فقہاء اسلام مرد و عورت كے ليے ختنہ كرانے كى مشروعيت پر متفق ہيں، بلكہ ان ميں اكثر تو دونوں كے ليے ختنہ كرانا واجب قرار ديتے ہيں، كسى ايك فقيہ نے بھى ختنہ نہ كرانے يا مكروہ يا حرام نہيں كہا.

دوم:

رہا يہ كہ كچھ ڈاكٹر حضرات ختنہ كا انكار كرتے ہيں، اور ان كا يہ دعوى ہے كہ ختنہ كرانا جسم اور نفس كے ليے مضر ہے!!

ان كا يہ انكار صحيح نہيں، ہميں ـ مسلمانوں كو ـ كسى بھى چيز كے ثبوت كے ليے نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے ثابت ہونا ہى كافى ہے تا كہ ہم اس پر عمل پيرا ہو سكيں، اور پھر ہمارا تو اس كے مفيد ہونے كا بھى يقين ہے، اور ہم يہ پختہ يقين ركھتے ہيں كہ اس ميں كوئى ضرر اور نقصان نہيں، كيونكہ اگر اس ميں كوئى نقصان اور ضرر ہوتا نہ تو اللہ تعالى اسے مشروع كرتا اور نہ ہى رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم اس كا حكم ديتے.

سوال نمبر (45528) كے جواب ميں كچھ طبى فوائد بيان كيے گئے ہيں جو بعض ڈاكٹر حضرات كى طرف سے بيان ہوئے ہيں.

سوم:

ذيل كى سطور ميں ہم عورت كا ختنہ كرنا صحت كے ليے مضر اور نقصان دہ كہنے اور ختنہ كے خلاف محاذ كھولنے والوں كے خلاف معاصر علماء ميں سے كچھ علماء كے فتوى جات پيش كرتے ہيں جنھوں نے ختنہ كے خلاف جنگ كا دندان شكن جواب ديا ہے.

ازہر يونيورسٹى كے سابقہ شيخ الازہر جاد الحق على جاد الحق كہتے ہيں:

" يہاں سب مذاہب كے فقہاء كرام اس پر متفق ہيں كہ مرد و زن كے ليے ختنہ كرانا اسلامى فطرت اور دين اسلام كے شعائر ميں شامل ہوتا ہے، اور يہ عمل قابل ستائش و تعريف ہے، ہمارے سامنے جو بھى كتب موجود ہيں جن كا ہم

مطالعہ کر چکے ہیں ان میں یہ نہیں ہے کہ کسی بھی مسلمان فقیہ نے یہ کہا ہو کہ مردوں یا عورت کو ختنہ نہیں کرانا چاہیے، یا ختنہ کرانا ناجائز ہے، یا عورتوں کے لیے ختنہ کرانا نقصان دہ ہے، اور اس میں ضرر پایا جاتا ہے.

اگر یہ ختنہ اس طرح کیا جائے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر کی سطور میں بیان کردہ روایت میں ام حبیبہ رضی اللہ تعالی عنہا کو سکھایا تھا " ....

پھر اس کے بعد شیخ جاد الحق کہتے ہیں:

" مندرجہ بالا سطور کی بنا پر جب یہ واضح ہو چکا ہے کہ لڑکیوں کا ختنہ کرانا ۔ بحث کا موضوع ۔ اسلام کی فطرت میں شامل ہے، اور اس کا طریقہ بھی وہی ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے، اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور ان کی سنت اور راہنمائی کو کسی اور شخص کے قول کی بنا پر ترک نہیں کیا جائیگا، چاہے وہ شخص کتنا بڑا اور ماہر ڈاکٹر ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ طب اور میڈیکل ایک علم اور فن ہے، جس میں تطور و ترقی ہوتی رہتی ہے، اور ہر وقت اس کے متعلق نظریات میں بھی تبدیلی اور تغیر آتا رہتا ہے " انتہی. مختصرا.

اور ازھر یونیورسٹی کی فتوی کمیٹی کے سابقہ چئرمین جناب شیخ عطیہ صقر کہتے ہیں:

" وبعد:

لڑکیوں کے ختنہ کے خلاف جو آوازیں اٹھائی جارہی ہیں وہ شریعت اسلامیہ کے مخالف ہیں؛ کیونکہ نہ تو قرآن و سنت میں کوئی صریح نص پائی جاتی ہے جس سے لڑکیوں کے ختنہ کرنے کی حرمت ثابت ہوتی ہو، اور نہ ہی فقہاء کرام کا کوئی قول ہے، اس لیے لڑکیوں کا ختنہ کرنا وجوب اور مندوب کے مابین گردش کرتا ہے، اور پھر فقہی قاعدہ ہے کہ:

حکمران اختلاف کرنے کا حکم دے. اس لیے اس مسئلہ میں حکمران کو چاہیے کہ وہ یا تو وجوب کا حکم دے یا پھر مندوب ہونے کا، لیکن اس کے لیے ناجائز اور حرمت کا حکم دینا صحیح نہیں، تا کہ وہ شریعت اسلامیہ کا مخالف نہ ہو، کیونکہ اسلامی ممالك میں شریعت اسلامیہ ہی قوانین کا مصدر اور اس ملك کا دستور ہے.

اور یہ جائز ہے کہ واجب اور مندوب کو اچھی طرح ادا کرنے کے لیے قوانین و تحفظات رائج کیے جائیں، تا کہ وہ دینی قوانین اور فیصلوں کے ساتھ متصادم نہ ہوں.

اور پھر ڈاکٹر حضرات یا کسی اور کی کلام قطعی نہیں، اس لیے کہ علمی انکشافات کا دروازہ کھلا ہے، اور ہر روز

کوئی نہ کوئی نئی ریسرچ سامنے آتی ہے، جو پہلے نظریہ کو کالعدم اور تبدیل کرنے پر مجبور کر رہی ہے" انتہی بتصرف.

مصری دار الافتاء کے فتاوی جات میں درج ذیل فتوی مذکور ہے:

اس سے لڑکیوں کے ختنہ کی مشروعیت واضح ہوتی ہے، اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ لڑکیوں کا ختنہ کرنا فطرتی محاسن میں سے ہے، اور اس کا زندگی پر اچھا اثر پڑتا ہے اور اسے اعتدال کی راہ پر لے جاتا ہے.

رہا یہ مسئلہ کہ کچھ ڈاکٹروں کی رائے میں لڑکی کا ختنہ کرنا صحت کے لیے مضر اور نقصان دہ ہے تو یہ فردی رائے تو ہو سکتی ہے جس کی کوئی متفق علیہ علمی اساس و بنیاد نہیں، اور نہ ہی یہ ایك فیصلہ کن علمی نظریہ بن سکا ہے، حالانکہ ڈاکٹر حضرات اس بات کے معترف ہیں کہ ختنہ شدہ مرد حضرات میں سرطان کی بیماری بہت کم پائی جاتی ہے اس کے مقابلہ میں جن کا ختنہ نہیں ہوا انہیں یہ بیماری بہت زیادہ لگتی ہے.

اور بعض ڈاکٹر حضرات تو صراحتا یہ کہتے ہیں کہ صرف مرد ڈاکٹروں سے ہی ختنہ کرایا جائے، نہ کہ لیڈی ڈاکٹر سے کیونکہ وہ اس سے جاہل ہیں، تا کہ ختنہ اچھی اور صحیح طرح ہو اور صحت پر اس کا کوئی نقصان نہ ہو.

اور پھر بیماریوں کے متعلق میڈیکل نظریات اور بیماریوں کے علاج کا کوئی مستقل اور ایك ہی طریقہ نہیں، بلکہ وقت اور حالات اور ریسرچ کے ساتھ ساتھ اس میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے، اس لیے ختنہ کے انکار کی رائے پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے، اس لیے کہ شارع جو کہ حکیم و علیم بھی ہے اور اس نے وہی چیز مشروع کی ہے جو فطرت انسانی کے لیے صحیح اور سلیم اور بہتر ہے.

اور پھر ہمیں تجربات نے یہ سکھا دیا ہے کہ لمبا وقت اور زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ حادثات ہمارے سامنے وہ حکمتیں واضح کر دیتا ہے جس کی بنا پر شارع نے ہمارے لیے وہ احکام مشروع کیے تھے اور ہمارے لیے وہ حکمت مخفی رہی اور اس کا علم نہ ہوا، اور سنن میں سے ہماری اس کی جانب راہنمائی فرمائی.

اللہ تعالی ہم سب کو رشد و ہدایت کی توفیق نصیب فرمائے.

دیکھیں: فتاوی دار الافتاء المصرية (6 / 1986).

واللہ اعلم .